اسلام کی حقیقت

اور

سنت و بدعت کی وضاحت

سنت پر چلنے کے فضائل احادیث کی روشنی میں

تارکِ سنت و بدعتی کی مذمت

کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

محرم کی حلیم کی اور ربیع الاول کے حلوے

ماہِ صفر اور غلط عقائد و نظریات

میلاد اور سیرت میں فرق اور محفلِ میلاد کی ابتداء تاریخ

ماہِ رجب اور کونڈوں کا حکم

شبِ معراج اور چند غلط نظریات

ایصالِ ثواب کے لئے مہینہ، دن اور وقت کی تخصیص

ایصالِ ثواب کی صحیح اور بہترین صورتیں

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب

خلیفۂ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

تلمیذ رشید

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی

ناشر

جامعہ خلفائے راشدین

اسلام کی حقیقت

اور

سنت و بدعت کی وضاحت

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل احادیث کی روشنی میں

(۲) تارکِ سنت و بدعتی کی مذمت

(۳) کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۴) محرم کی حلیم کی اور ربیع الاول کے حلوے

(۵) ماہِ صفر اور غلط عقائد و نظریات

(۶) میلاد اور سیرت میں فرق اور محفلِ میلاد کی ابتداء تاریخ

(۷) ماہِ رجب اور کونڈوں کا حکم

(۸) شبِ معراج اور چند غلط نظریات

(۹) ایصالِ ثواب کے لئے مہینہ، دن اور وقت کی تخصیص

(۱۰) ایصالِ ثواب کی صحیح اور بہترین صورتیں ؛

فهرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختصار کے ساتھ درج ذیل امور پیش کیے جاتے ہیں، احباب سے گزارش ہے کہ بنگاہِ انصاف ان کو پڑھیے اور عمل کی کوشش کیجیے۔

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل اور سنت چھوڑ کر بدعت پر چلنے کی وعیدیں۔

(۲) سنت و بدعت کا مفہوم و تعریف۔

(۳) دلائل و قارئین سے خود فیصلہ کی درخواست۔

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل اور تارکِ سنت و بدعتی کے لئے وعیدیں

﴿حدیث نمبر ۱﴾ **عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الا مور محدثا تھا وکل بد عۃ ضلالۃ. رواہ مسلم(مشکوۃ،صـ ۲۷ ط: قدیمی)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے (ایک خطبہ میں) ارشاد فرمایا ''بعد ازاں جاننا چاہیے بے شک سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی بات ہے اور سب سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور سب سے بدترین چیز وہ ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو، اور ہر بدعت (اپنی طرف سے دین میں پیدا کی ہوئی نئی بات) گمراہی ہے۔

فائدہ :اتنی بہترین سیرت کے اپنانے کا ہم آج عہد کریں اور سچے غلام بنیں۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾ **وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ ابغض الناس الی اللہ ثلاثۃ ملحد فی الحرم و مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ و مطلب دم امرئ مسلم بغیر حق لیھریق دمہ .رواہ البخاری(مشکوۃ صـ ۲۷،ط:قدیمی)**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض (وہ لوگ جن سے خدا سخت ناراض ہے) تین ہیں:

ا۔حرم میں کجروی کرنے والا ،۲۔ اسلام میں ایامِ جاہلیت کے طریقوں کو ڈھونڈنے والا ،۳۔کسی مسلمان کے خونِ ناحق کا طلب گار،تا کہ اس کے خون کو بہائے۔

﴿حدیث نمبر ۳﴾ وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ كل امتى يد خلون الجنة الا من ابى قيل ومن ابى قال من اطاعنى دخل الجنة ومن عصانى فقد ابى. رواه البخارى(مشكوة ص ۲۷،ط:قديمى)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشادفرمایا ''میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص جس نے انکار کیا (اور سرکشی کی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا) پوچھا گیا''وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''جس شخص نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوااور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیااور سرکشی کی۔

فائدہ : سنت پر چلنے میں دخولِ جنت کا وعدہ ہے اور سنت کے خلاف چلنے والے کو ''ابٰی''(جس نے انکار کیا) میں داخل کر کے جنت سے محرومی کی وعید سنائی گئی ہے،اللہ تعالیٰ سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿حدیث نمبر ٤﴾ وعن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما من نبى بعثه الله فى امته قبلى الا كان له فى امته حواريون و اصحاب يأ خذون بسنته و يقتدون بامره ثم انها تخلف من بعد هم خلوف يقولون مالا يفعلون ويفعلون مالا يؤمرون فمن جاهدهم بيد ه فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس ورآء ذلک من الايمان حبة خردل. رواه مسلم.

(مشكوة ،ص۲۸، ۲۹،ط:قديمى)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشادفرمایا''مجھ سے پہلے کسی قوم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے مددگار اور دوست اسی قوم سے نہ ہوں

جواس (نبی) کے طریقے کو اختیار کرتے اور اسکے احکام کی پیروی کرتے پھران (دوست اور مددگار) کے بعد ایسے ناخلف (نالائق) لوگ پیدا ہوتے جولوگوں سے ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا انہیں حکم نہیں ملا تھا (جیسے کہ علماء سوء اور جاہل امراء و سرداروں کا طریقہ ہے) لہٰذا (تم میں سے) جوشخص ان لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور جوشخص ان لوگوں سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جوشخص ان لوگوں سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور اسکے علاوہ (جوشخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کرسکے اُس) میں رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

فائدہ : نافرمانوں اور بدعتیوں سے جہاد اوران پر انکار کرنے کومؤمن کی علامت کہا گیا ہے اور سنت پر چلنے والوں کوحواریین اور مددگار کہا گیا ہے، کتنے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی مدد اور کام کے لئے چنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی خوش نصیب بنائیں۔

﴿حدیث نمبر۵﴾ **عن العرباض رضی الله تعالیٰ عنه قال صلی بنا رسول الله ﷺ ذات یوم ثم اقبل علینا بوجهه فوعظنا موعظة بلیغة ذرفت منها العیون ووجلت منها القلوب فقال رجل یا رسول الله کان هذه موعظة مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی الله والسمع والطاعة وان کان عبدا حبشیا فانه من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرًا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة.رواه احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجه الا انهما لم یذکر الصلوة،مشکوة صـ ۲۹، ۳۰،ط:قدیمی)**

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر بیٹھ گئے اور ہم کونہایت مؤثر انداز میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں

سے آنسو جاری ہوگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوگیا۔ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) گویا (نصیحت کرنے والے کی) یہ آخری نصیحت ہے لہٰذا ہم کونصیحت فرما دیجیے،آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تم کونصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو،اورتم کومسلمان سرداروں کے) سننے اور بجالانے کی نصیحت کرتا ہوں اگرچہ وہ (سردار) حبشی غلام ہوں،تم میں سے جوشخص میرے بعدزندہ رہے گا وہ اختلاف بھی دیکھے گا ایسی حالت میں تم پرلازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کولازم جانواوراسی طریقے پربھروسہ رکھواوراسکودانتوں سے مضبوط پکڑے رہواورتم (دین میں) نئ نئ باتیں پیدا کرنے سے بچواس لئے کہ ہرنئ بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (احمد،ابوداؤد،ترمذی،ابن ماجہ،مگراس روایت میں ترمذی اورابن ماجہ نے نماز پڑھنے کا ذکر نہیں کیا یعنی ان کی روایت میں حدیث کے الفاظ صلی بنا رسول اللہ ﷺ مذکورنہیں ہیں بلکہ حدیث وعظنا موعظۃ سے شروع ہوتی ہے)۔

فائدہ: سیدھا راستہ سنت کا راستہ ہے نہ کہ بدعات کا راستہ،اور یہ وہ راستہ ہےجس پر خیرالقرون کی اکثریت چلی ہے۔بدعات کا راستہ گمراہی اور بربادی کا راستہ ہے۔

﴿حدیث نمبر۶﴾ **وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ لا يومن احدكم حتى يكون هواه تبعالما جئت به. رواه فى شرح السنة وقال النووى رحمه الله تعالى فى اربعينه هذا حديث صحيح رويناه فى كتاب الحجة باسناد صحيح.مشكوة صـ ۳۰،ط:قديمى)**

عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشادفرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مؤمن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز (یعنی دین و شریعت) کے تابع نہیں ہوتیں جس کو میں (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) لایا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث میں کس وضاحت سے ارشادفرمایا گیا ہے کہ ہم اس وقت مؤمن

بنیں گے جب ہماری خواہشات آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہو جائیں......

میرے پیارے دوستو! آیئے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم مہینوں اور ایام کو منائیں۔ شریعت کے دائرے سے نکل کر منانے والا انتہائی نقصان میں ہے۔

﴿حدیث نمبر ۷﴾ **وعن بلال بن الحارث المزنی قال قال رسول الله ﷺ من احیا سنة من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیئا و من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضا ها الله و رسوله کان علیه من الاثم مثل اٰثام من عمل بها لا ینقص ذلک من اوزارهم شیئا. رواه الترمذی و رواه ابن ماجة عن کثیر بن عبد الله بن عمر و عن ابیه عن جده.**

(مشکوۃ ص۳۰، ط: قدیمی)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا (یعنی رائج کیا) جو میرے بعد چھوڑ دی گئی ہو تو اسکو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس سنت پر عمل کرنے والوں کو ملے گا، بغیر اس کے کہ ان (سنت پر عمل کرنے والوں) کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے گی۔ اور جس شخص نے گمراہی کی ایسی کوئی نئی بات (بدعت) نکالی جس سے اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول ﷺ خوش نہیں ہوتا (تو) اسکو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس بدعت پر عمل کرنے والوں کو گناہ ہوگا، بغیر اسکے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے۔

فائدہ: ماشاء اللہ تعالیٰ سنت زندہ کرنے سے کتنا بڑا اجر ملتا ہے کہ بعد میں اس پر چلنے والوں کا اجر بھی ہمارے کھاتے میں ڈالا جائے گا۔ اور بدعت کیسی نحوست ہے کہ اس کے ایجاد کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ بھی پڑے گا جو اس کے بعد اُس بدعت پر عمل کرتے رہیں گے۔

﴿حدیث نمبر ۸﴾ **وعن انس قال قال رسول الله ﷺ یابنی ان قدرت ان تصبح**

وتمسی ولیس فی قلبک غش لا حد فا فعل ثم قال یا بنی وذٰلک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة.رواہ الترمذی(مشکوۃ صـ۳۰،ط:قدیمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''اے میرے بیٹے! اگرتم اس پر قدرت رکھتے ہو کہ صبح سے شام تک اس حال میں بسر کرو کہ تمہارے دل میں کسی سے کینہ نہ ہو تو ایسا ہی کرو'' پھر فرمایا ''اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے، لہٰذا جس شخص نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

فائدہ: کتنا مبارک اعلان ہے...... بزبانِ رسالت...... کہ سنت سے محبت کو اپنی محبت بتا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا...... واہ......سنت کا عاشق اور بدعت کا دشمن کتنا خوش نصیب ہے کہ جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

﴿حدیث نمبر۹﴾ **وعن غضیف بن الحارث الثمالی قال قال رسول اللہ ﷺ ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة.رواہ احمد،مشکوۃ صـ۳۱،ط:قدیمی)**

حضرت غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی قوم (دین میں) نئی بات نکالتی ہے (یعنی ایسی بدعت جو سنت کے مزاحم ہو) تو اسکے مثل ایک سنت اٹھالی جاتی ہے لہٰذا سنت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے (یعنی بدعت) سے بہتر ہے۔

فائدہ : سنت وبدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں، جو سنت پر چلے گا، بدعت سے بچے گا اور جو بدعت اختیار کرے گا وہ سنت سے محروم ہوجائے گا۔

﴿حدیث نمبر۱۰﴾ **وعن ابراھیم بن میسرة قال رسول اللہ ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام. رواہ البیھقی فی شعب الایمان**

مرسلا.(مشکوۃ صـ ۳۱،ط:قدیمی)

ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے (ستون کو) گرادینے میں اس کی مدد کی“۔

فائدہ: دوستو! کتنی بڑی وعید ہے کہ جو بدعتی کی تعظیم کرتا ہے، اسکو سلام کرتا ہے، وہ بھی مجرم ہے کیونکہ اس نے بدعتی کے ساتھ اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت کے ختم کرنے میں مدد کی ہے۔

﴿حدیث نمبر ۱۱﴾ **وعن جابر ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه اتی رسول الله ﷺ بنسخة من التوراة فقال یا رسول الله هذه نسخة من التوراة فسکت فجعل یقرأ ووجه رسول الله ﷺ یتغیر فقال ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه ثکلتک الثواکل اما تریٰ مابوجه رسول الله ﷺ فنظر عمر الیٰ وجه رسول الله ﷺ فقال اعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله رضینا بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیاً فقال رسول الله ﷺ والذی نفس محمد بیده لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم عن سوآء السبیل ولو کان حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی. رواه الدارمی(مشکوۃ صـ ۳۲،ط:قدیمی)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے“ آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تورات کو) پڑھنا شروع کر دیا۔ اِدھر (غصہ سے) آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا (یہ دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ”عمر! گم کرنے والیاں تمھیں گم کریں۔ کیا تم آپ ﷺ کے چہرہ اقدس (کے تغیر) کو نہیں دیکھتے“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ منور کی طرف نظر ڈالی اور (غصہ کے آثار کو دیکھ کر) کہا ”میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اسکے رسول ﷺ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی

ہوں‘‘ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر موسیٰ تمھارے درمیان ظاہر ہوتے پھر تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے (جس کے نتیجے میں) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے اور (حالانکہ) اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میرا زمانۂ نبوت پاتے تو وہ (بھی) یقیناً میری (ہی) پیروی کرتے‘‘۔

فائدہ: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سنت کے خلاف اپنے زمانہ کے صحیح دین پر اب چلنا جائز نہیں، تو ہمارے لئے یہود، نصاریٰ اور ہندوؤں کی رسوم پر چلنے کی کیوں کر اجازت ہو سکتی ہے؟ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ نے گوارا نہ کیا بلکہ غضب ناک ہوئے تو ہمارا کیا منہ ہے کہ سنت چھوڑ کر بدعت کا ارتکاب بھی کرتے رہیں اور پیارے رسول ﷺ کا پیار اور سفارش بھی ملے۔ دوستو! بدعات سے توبہ کرنی چاہیے۔

﴿حدیث نمبر ۱۲﴾ **وعن جابر قال جآءت ملآئكة الى النبى ﷺ وهو نآئم فقالوا ان لصاحبكم هذا مثلا فاضربوا له مثلا قال بعضهم انه نآئم وقال بعضهم ان العين نآئمة و القلب يقظان فقالوا مثله كمثل رجل بنى دارا وجعل فيها مأ دبة وبعث داعيا فمن اجاب الداعى دخل الدار واكل من المأ دبة ومن لم يجب الداعى لم يدخل الدار ولم يأ كل من المأ دبة فقالوا اولوها له يفقهها قال بعضهم انه نآئم وقال بعضهم ان العين نآئمة والقلب يقظان فقالو الدار الجنة والداعى محمد فمن اطاع محمدا فقد اطاع الله ومن عصى محمدا فقد عصى الله ومحمد فرق بين الناس. رواه البخارى (مشكوة صـ ۲۷، ط: قديمى)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کچھ) فرشتے آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب کہ آپ ﷺ سو رہے تھے، فرشتوں نے آپس میں کہا۔ تمھارے اس دوست یعنی آپ ﷺ کے متعلق ایک مثال ہے اس کو ان کے سامنے بیان کرو دوسرے فرشتوں نے کہا۔ وہ تو سوئے ہیں (لہٰذا بیان کرنے سے کیا فائدہ) ان میں سے بعض نے کہا۔ ’’بے شک آنکھیں سو رہی ہیں

مگر دل تو جاگتا ہے'' پھر اس نے کہا'' ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور لوگوں کے کھانا کھانے کے لئے دستر خوان چنا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا لہٰذا جس نے بلانے والے کی بات کو مان لیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور کھانے کھائے گا اور جس نے بلانے والے کی بات کو قبول نہ کیا وہ نہ گھر میں داخل ہوگا اور نہ کھانا کھائے گا''، یہ سن کر فرشتوں نے آپس میں کہا۔'' اس کو (وضاحت کے ساتھ) بیان کرو تا کہ یہ اسے سمجھ لیں ''، بعض فرشتوں نے کہا (بیان کرنے سے کیا فائدہ کیوں کہ) وہ تو سوئے ہیں۔'' دوسروں نے کہا'' بے شک آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل تو جاگتا ہے'' اور پھر کہا'' گھر سے مراد تو جنت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں جس نے محمد ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ بخاری۔

فائدہ : دیکھیے برادرانِ ما! آپ ﷺ کی سنت کی اہمیت مثال دے کر سمجھائی گئی ہے ......اگر سنت پر چلو گے...... جنت میں داخل ہو جاؤ گے، ورنہ محروم ہی محروم رہو گے۔

﴿حدیث نمبر ۱۳﴾ وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ مثلی كمثل رجل استوقد نارا فلما اضآء ت ماحولها جعل الفراش وهذه الدواب التی تقع فی النار يقعن فيها وجعل يحجزهن ويغلبنه فيتقحمن فيها فانا اٰخذ بحجزكم عن النار وانتم تقحمون فيها. هذه رواية البخاری ولمسلم نحوها وقال فی اٰخرها قال فذٰلك مثلی ومثلكم انا اٰخذ بحجزكم عن النار هلم عن النار هلم عن النار فتغلبونّی تقحمون فيها. متفق عليه. (مشكوة ص ۲۸ ط: قديمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' میری مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے آگ روشن کی چنانچہ جب آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلا دی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں آ آ کر آگ میں گرنے لگے روشن

کرنے والے شخص نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ (نہیں روکتے بلکہ ان کی کوششوں پر) غالب رہتے ہیں اور آگ میں گر پڑتے ہیں اسی طرح میں بھی تمھاری کمریں پکڑ کر تمھیں آگ میں گرنے سے روکتا ہوں اور تم آگ میں گرتے ہو۔'' یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم میں بھی ایسی ہی روایت ہے البتہ مسلم کی روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ایسی ہی مثال میری اور تمہاری ہے اور میں تمہاری کمریں پکڑے ہوں کہ تمھیں آگ سے بچاؤں اور یہ کہتا ہوں کہ دوزخ سے بچو میری طرف آؤ، دوزخ سے بچو میری طرف آؤ لیکن مجھ پر تم غالب آتے ہو اور آگ میں گر پڑتے ہو۔

فائدہ: عزیزانِ ما! آپ ﷺ ہمارے کتنے بڑے خیر خواہ ہیں، مثال دے کر سمجھاتے گئے ہیں۔ آیئے ہم بھی سچے عاشقِ رسول ﷺ بن کر سنت پر مر مٹنے والے بنیں، اور بدعات و رسومات کی دلدل سے اپنے کو دور رکھیں۔

﴿حدیث نمبر ۱۴﴾ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد. متفق علیہ (مشکوۃ ص ۲۷ ط: قدیمی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

فائدہ: چونکہ اسلام کامل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، لہٰذا جو اپنی طرف سے اضافہ کرے گا وہ مردود ہوگا، اور اس پر عمل کرنے والا اور گھڑنے والا دونوں مردود بن جائیں گے۔ اللھم احفظنا منھا

بدعت کی مذمت حضراتِ صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کا ارشاد: ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ''**فعطس رجل من القوم**'' تو قوم میں سے ایک شخص نے چھینک ماری ''**فقال السلام علیکم**'' اور کہا السلام علیکم ''**فقال لہ سالم وعلیک وعلی**

امک ''حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم پر اور تمہاری ماں پر بھی سلام ہو، اس جملہ سے وہ شخص ناراض ہوگیا، حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے کہا ''اما انی لم اقل الا ما قال النبی ﷺ '' بہرحال میں نے صرف وہی کچھ کہا ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے...... ''اذ عطس رجل عند النبی ﷺ فقال السلام علیکم فقال النبی ﷺ علیک وعلی امک '' جب ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس چھینک ماری اور کہا السلام علیکم تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر اور تیری ماں پر ''اذا عطس احد کم فلیقل الحمدلله رب العالمین '' جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو کہے ''الحمد لله رب العالمین '' اور جو اسکو سن کر جواب دے، وہ کہے ''یر حمک الله '' اور یہ پھر اسکے جواب میں کہے ''یغفر الله لی ولکم ''۔رواہ الترمذی وابو داؤد. (مشکوۃ صفحہ ۴۰۶، ط: قدیمی)

فائدہ نمبر ۱ : سنت کو چھوڑ کر بدعت کے مرتکب پر کس شدت سے رد فرمایا۔

فائدہ نمبر ۲ : چھینکنے والا کیا کہے...... الحمد لله رب العالمین کہے یا الحمدلله علی کل حال کہے، یا صرف الحمد لله کہے...... یہ سب ثابت ہیں...... اور جواب دینے والا یرحمک الله کہے اور یہ پھر اسکے جواب میں یغفر الله لی ولکم کہے...... یا...... یهدیکم الله و یصلح بالکم کہے، دونوں ثابت ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بدعت پر انکار : ایک شخص نے عید کے دن عید کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنا چاہی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکو منع کیا۔ اس نے کہا ''یا امیر المؤمنین انی اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلاۃ '' اے امیر المؤمنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر سزا نہ دے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''وانی اعلم ان الله تعالیٰ لا یثیب علی فعل حتی یفعله رسول الله ﷺ او یحث علیه '' اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی فعل پر ثواب نہ دے گا جب تک کہ اس فعل کو جناب رسول ﷺ نے

کیا نہ ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو ''فتکون صلاتک عبثاً '' پس تیری یہ نماز عبث ہو گئی ''والعبث حرام '' اور فعل عبث حرام ہے ''فلعله تعالی یعذبک به لمخالفتک لرسوله ﷺ '' اور شاید کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

(شرح مجمع البحرین، الجنۃ ۱۶۵، نظم البیان صفحہ ۳۷، بحوالہ المنہاج ۱۳۹)

فائدہ : کیا آج کل کھانے پینے اور دوسرے امور سے متعلق جو بدعات ہو رہی ہیں یہ آپ ﷺ سے ثابت ہیں؟......نہیں، بلکہ یہ بھی عبث، ناجائز اور مخالفتِ رسول ﷺ کی وجہ سے قابلِ مؤاخذہ وسزا ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا، اس نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا ''یا ابا محمد ایعذبنی الله علی الصلاة؟'' اے ابو محمد! کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا؟ ''قال لا '' فرمایا نہیں، ''ولکن یعذبک بخلاف السنة'' لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔

فائدہ: دیکھیے! نماز اچھی چیز ہے، اسی طرح صدقات، خیرات سب اعمالِ خیر ہیں لیکن اگر سنت کی خلاف ورزی ہوگئی تو پھر ان پر بھی سزا ملے گی۔

امام دار الہجرۃ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فرماتے ہیں: ''من ابتدع فی الاسلام بدعة یراها حسنة '' جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے ''فقد زعم ان محمداً ﷺ خان الرسالة لأن الله تعالیٰ یقول الیوم اکملت لکم دینکم الایة فمالم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دیناً '' تو گویا اس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے ادائیگی رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج کے دن میں نے تمھارے لئے تمھارے دین کو مکمل کر دیا......الایۃ......پس جو چیز اس

وقت دین نہ تھی آج بھی ہرگز دین نہیں ہوسکتی ۔ (کتاب الاعتصام ۱/ ۴۷، جلد ۲/ ۱۵۰، للشاطبی بحوالہ المنہاج الواضح صفحہ ۱۶)

(۲) سنت وبدعت کا مفہوم

جو عمل آپ ﷺ یا خلفائے راشدین وصحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول یا فعل یا تقریر سے ثابت ہے وہ سنت ......اور جو ثابت نہیں وہ بدعت وگمراہی......

دینِ اسلام کی حقیقت

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا واتقو الله ان الله شدید العقاب.[الحشر: ۷]

دین اسلام کی حقیقت دو چیزیں ہیں۔

(۱) آپ ﷺ نے جو کرنے کے کام دیئے ہیں وہ کیے جائیں۔

(۲) جو نہ کرنے کے کام دیے وہ چھوڑے جائیں۔

ان دو کے خلاف کرنا اسلام کا راستہ نہیں بلکہ بدعت وگمراہی ہے۔

برادرانِ محترم! آپ ﷺ نے جو کرنے یا نہ کرنے کے کام بتلائے ہیں، ہر ایک کی تین تین صورتیں ہیں۔

کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۱) زبان وقول سے بتلائے: جیسے ابو اُسَید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے اللھم افتح لی ابواب رحمتک اور جب نکلے تو پڑھے اللھم انی اسئلک من فضلک۔ مسلم۔

(مشکوۃ ص ۶۸، ط: قدیمی)۔

اس حدیث میں قول وزبان سے یہ دعائیں بتلائیں کہ ان کو پڑھا کرو یہ کرنے کے کام ہیں۔

(۲) عمل سے بتلائے: جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وضوء کیا

پس ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا الخ، بخاری مسلم۔

(مشکوۃ ۳۹، ط: قدیمی)

اس حدیث میں آپ ﷺ کے عمل کا بیان ہے کہ وضوء میں یہ اعضاء تین مرتبہ دھویا کرتے تھے، گویا عمل کے ذریعے بتلایا کہ تین تین بار دھونا سنت ہے اور کرنے کا کام ہے۔

(۳) تقریر سے بتلائے : یعنی کوئی صحابی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام کرے اور آپ ﷺ اس پر خاموش رہیں اس کو تقریر کہتے ہیں اور یہ اس کام کے جائز اور اچھے ہونے کی دلیل ہے۔ اگر ناجائز ہوتا تو آپ ﷺ خاموش نہ رہتے بلکہ ضرور منع فرماتے...... جیسے رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھا کر **سمع الله لمن حمده** پڑھا تو ایک شخص نے کہا "**ربنا ولک الحمد حمداً کثیرا طیبا مبارکا فیه**" نماز کے بعد آپ ﷺ نے (اس کو ان کلمات کے پڑھنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ) فرمایا کہ تیس سے زائد فرشتے ان کے لکھنے میں ایک دوسرے سے سبقت کر رہے تھے۔ بخاری (مشکوۃ ص ۸۲، ط: قدیمی)

اس حدیث میں ان کلمات کی تعلیم قول یا فعل سے آپ ﷺ نے نہیں دی بلکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ کلمات پڑھ لیے، آپ ﷺ نے سن لیے لیکن منع نہیں فرمایا بلکہ توصیف فرمائی، پتہ چل گیا کہ یہ بھی جائز، مستحب اور کرنے کا کام ہے۔ کبھی کبھی اس کو بھی پڑھنا چاہیے خصوصاً نوافل اور سنن میں اس دعا کا معمول بنانا چاہیے۔

نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۱) زبان و قول سے منع فرمائیں : جیسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کے لیے قبرستان جاتی ہیں اور ان

مردوں پر جو قبروں کو مسجدیں بناتے ہیں اور قبروں پر چراغاں کرتے ہیں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔
(مشکوۃ ص ۷۱، ط: قدیمی)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ عورتوں کا قبرستان جانا، چراغاں کرنا، ناجائز اور نہ کرنے کے کام ہیں۔

(۲) تقریر سے منع فرمائیں: یعنی کسی نے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ نے دیکھا اور منع فرمایا جیسے حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ رکوع میں تھے چنانچہ صف میں ملنے سے قبل ہی وہ (تکبیر اول کہہ کر) رکوع میں چلے گئے ،آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے نیکی پر اور حریص کرے (لیکن آپ) پھر ایسا نہ کرنا۔ (بخاری ۱۰۸، ط: قدیمی)

اس حدیث میں جب حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ کا عمل سامنے آیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ آئندہ ایسے نہ کرنا یعنی صف میں ملنے سے پہلے تکبیر کہہ کر نماز شروع نہ کرنا بلکہ صف میں ملنے کے بعد شروع کرنا، پتہ چل گیا کہ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود، پچھلی صفوں میں کھڑا ہونا ممنوع، ناجائز اور نہ کرنے کا کام ہے۔

(۳) عمل نہ کر کے منع کیا: یعنی جس کام کے کرنے کا موقع تھا اور کرنے سے کوئی مانع نہ تھا، پھر بھی آپ ﷺ نے وہ کام نہ کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کام نہ کرنے کا ہے اور ممنوع و ناجائز ہے جیسے عید کے دن نمازِ عید سے پہلے نفل پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو عید سے پہلے نفل پڑھنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھے، اگر اچھا کام ہوتا تو ایک آدھ بار ضرور پڑھتے۔

لمحۂ فکریہ: آج کل کہا جاتا ہے کہ اذان سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنے، قبر پر اذان دینے، ماہ محرم میں حلیم پکانے، ربیع الاول میں میلاد منانے، حلوہ پکانے، مردے کے پیچھے

تیجہ، جمعراتی، چہلم، جنازہ کے ساتھ جہراً کلمہ شہادت پڑھنا، سنن اور نوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنے، مروجہ حیلہ اسقاط کرنے، میت کے سینے پر کلمہ شہادت لکھنے، نمازِ عید اور دوسری پنج وقتہ نمازوں کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنے، قبر میں کیوڑہ چھڑکنے، قبروں اور مزاروں پر پھول اور چادر چڑھانے، تراویح میں ختم قرآن کریم پر مٹھائی تقسیم کرنے پر التزام کرنے، اذان و اقامت پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے، گیارہویں منانے، میلاد میں قیام کرنے، جنازہ کے بعد دعا کرنے، قبروں کو بوسہ دینے اور ان کی مٹی چاٹنے اور ان کے پتھروں کو جسم پر لگانے پھرانے وغیرہ کی ممانعت اور ناجائز ہونے کی دلیل کیا ہے؟

قارئینِ کرام! ان تمام امور کی ممانعت اور بدعت ہونے کی دلیل ''صورت نمبر۳'' ہے۔ انصاف سے سوچیے ان تمام کاموں کے کرنے کا موقع آپ ﷺ، حضرات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کو ملا تھا یا نہیں؟ ان کے زمانہ میں یہ مہینے آئے تھے یا نہیں؟ لوگ مرتے تھے یا نہیں؟ پنج وقتہ اذانیں ہوتی تھیں یا نہیں؟ جواب ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ تھا اور ان تمام کاموں کا موقع تھا اور کوئی کرنا چاہتا تو رکاوٹ کوئی نہیں تھی، ان سب کچھ کے باوجود جب خیر القرون میں یہ کام نہ دین و اسلام سمجھے گئے، نہ ہوئے تو آج یہ کیسے دین و اسلام بن گئے۔ جب کہ آج ان کاموں کو مسلمان ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے، اور نہ کرنے والوں کو طعن و تشنیع اور ملامت کی جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من ھذہ البدعات الشنیعة.

(۳) دلائل اور قارئین سے فیصلے کا مطالبہ

آپ ﷺ نے فرمایا: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ. رواه احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجه.

(مشکوۃ صفحہ ۳۰، ط: قدیمی)

میرے طریقے کو اور (میرے بعد) ہدایت یافتہ خلفائے راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم) کے

طریقے کو مضبوط، محکم اور لازم پکڑو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ۷۲ فرقے پیدا ہوئے اور میری امت میں ۷۳ فرقے بنیں گے ''**کلهم في النار الا ملة واحده**'' سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''**ما هي يا رسول الله**'' اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ وہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا ''**ما انا عليه و اصحابي**'' نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو اس راستے پر چلے جس پر میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے ہیں، ترمذی۔

(مشکوۃ صفحہ ۳۰، ط: قدیمی)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''**خير امتي قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم**'' (بخاری و مسلم) میری امت کے بہترین لوگ میرے دور کے ہیں (یعنی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم) پھر وہ ہیں جو ان کے بعد متصل آنے والے ہیں (یعنی تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ) پھر وہ ہیں جو ان کے بعد متصل آنے والے ہیں (یعنی تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ)۔

فیصلہ خود کیجیے

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے ادوار اور زمانہ میں ان نفوس قدسیہ نے جو اچھے اور کرنے کے کام تھے اور موقع بھی مل گیا تھا وہ سارے ان حضرات نے کر لیے اور موقع ملنے کے باوجود جو کام نہیں کیے تو سمجھ لیجیے کہ وہ نہ اچھے تھے اور نہ ہی کرنے کے تھے، اس لیے چھوڑ دیے۔

محرم الحرام

حلیم کھانے کھلانے کا حکم

آمدم برسرِ مطلب: مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق اب حلیم کے بارے میں خود فیصلہ کیجیے کہ یہ سنت اور ثواب کا کام ہے یا بدعت، گمراہی اور گناہ کا کام ہے۔

آپ ﷺ ،حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنت یومِ عاشوراء یعنی دس محرم کو روزہ رکھنا ہے یا حلیم کھانا، کھلانا اور اسکے لیے زبردستی کا چندہ یعنی بھیک مانگنا ہے؟ جواب صحیح حدیث سے باحوالہ سنیے اور عمل کیجیے۔

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ یہود یومِ عاشورآء کا روزہ رکھے ہوئے ہیں تو فرمایا کہ یہ کون سا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ یہود نے کہا ’’**ھذا یوم عظیم**‘‘ یہ بہت عظیم اور بڑا دن ہے ’’**انجی اللہ فیہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ**‘‘ اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو (فرعون کے ظلم وستم سے) نجات عطا فرمائی اور فرعون کو اپنی قوم سمیت غرق فرمایا ’’**فصامہ موسیٰ شکرا فنحن نصومہ**‘‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطورِ شکر اس دن روزہ رکھا ہم بھی ان کی اتباع میں اس دن کا روزہ رکھتے ہیں ’’**فقال رسول اللہ ﷺ**‘‘ (اس پر) آپ ﷺ نے فرمایا ’’**فنحن احق واولی بموسی منکم**‘‘ ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب اور حق دار ہیں ’’**فصامہ رسول اللہ ﷺ وامر بصیامہ**‘‘ پھر آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور (اپنی امت کو بھی) روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، بخاری و مسلم۔

(مشکوۃ ص۱۸۰، ط: قدیمی)

فیصلہ کیجیے : کیا اس حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ یومِ عاشوراء کو حلیم کھا کر اور کھلا کر خود بھی روزہ چھوڑو اور دوسروں کو بھی چھڑواؤ؟......کیا یہ سنت اور حدیث کے خلاف عمل اور مقابلہ نہیں؟......کیا ہم مسلمان آپ ﷺ کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟......قاعدہ ہے کہ جب بدعت آتی ہے تو سنت اٹھ جاتی ہے، دس محرم کو حلیم کھانے ،کھلانے میں لگ گئے ،سنت جو روزہ تھا اٹھ گیا......آیئے مسلمان بھائیو! آپ ﷺ کی سنت

اور مشن کو روزہ رکھ کر اور رکھوا کر وفادار امتی ہونے کا ثبوت دیجیے اور حلیم جیسی بدعات سے اجتناب کا عہد کر کے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کو خوش کیجیے۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾ عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم وافضل الصلوة بعد الفريضة صلوٰة الليل،رواه مسلم.

(مشكوة صـ ۱۷۸،ط:قديمى)

آپ ﷺ نے (اپنی امت کو روزہ رکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم (کی دس تاریخ) کا روزہ ہے اور فرائض کے بعد (نوافل میں) سب سے افضل نماز رات کی نماز (یعنی تہجد) ہے۔

خود فیصلہ کیجیے

میرے بھائیو! غور تو کیجیے، اس حدیث میں اس مہینہ کو ''شهر الله ''یعنی اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہا گیا ہے اس مبارک مہینے میں اگر سنت کی فضیلت ہے تو بدعت کا گناہ بھی بہت بڑا ہوگا۔

دیکھیے ! آپ ﷺ کس عمل کی فضیلت بیان فرما رہے ہیں؟......حلیم کے لیے بھیک مانگنے اور روزہ چھوڑ کر حلیم کھانے اور کھلانے کی......یا......روزہ رکھنے کی؟ خود فیصلہ کیجیے اور اپنے عمل پر غور کیجیے کہ ہم کس کے دین وشریعت کو اپنا اور پھیلا رہے ہیں؟

﴿حدیث نمبر ۳﴾....... قال رسول الله ﷺ ثلث من كل شهر ورمضان الى رمضان فهذا صيام الدهر كله صيام يوم عرفة احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله والسنة التى بعده وصيام يوم عاشورآء احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله،رواه مسلم.(مشكوة صـ ۱۷۹،ط:قديمى)

آپ ﷺ نے فرمایا : ہر ماہ تین روزے رکھنا اور ہر رمضان کو روزہ رکھنا (اتنا ثواب ہے جیسے اس نے) ہمیشہ کے لئے پوری زندگی روزے رکھے، اور یومِ عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ، ایک سال پیوستہ (یعنی دو سالوں کے گناہوں) کا کفارہ ہے، اور یومِ عاشورہ کا روزہ

گزشتہ ایک سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔

فائدہ: گناہ سے صغیرہ گناہ مراد ہے، کہ ان روزوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ ﷺ یومِ عاشورہ کے روزے کی ترغیب دے رہے ہیں کہ اس روزہ کو رکھو، تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور ہم اس کے برخلاف حلیم کے چکر میں نہ خود روزہ رکھتے ہیں اور نہ دوسروں کو رکھنے دیتے ہیں، سوچیے! حلیم کے چندے، بنانے، کھانے اور کھلانے سے ہم نے پیارے رسول ﷺ کی شریعت کی خدمت کی یا مخالفت؟ سنت پر چلے یا بدعت اور گمراہی پر۔

آیئے......ہم اپنی اَنا اور غرور سے توبہ کا اعلان کرکے آئندہ سنت پر عمل کا عزم کریں۔

ماہِ صفر

غلط عقائد و نظریات

سوال: لوگ ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے ہیں اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں بیماریاں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، کیا یہ خیال اور عقیدہ صحیح ہے؟

جواب: یہ خیال اور نظریہ اسلام سے قبل اہلِ عرب کا تھا جسے اسلام نے باطل کردیا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ (صفر) مشہور مہینہ ہے جو محرم اور ربیع الاول کے درمیان آتا ہے اور ان لوگوں کا گمان ہے کہ اس ماہ میں بکثرت مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ماہِ صفر میں شریعتِ اسلامیہ نے نزولِ آفات کا انکار کیا ہے۔ (مومن کے ماہ وسال ص:۴۶)

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ماہِ صفر میں بیماری، نحوست اور بھوت پریت وغیرہ کا کوئی نزول نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم بحوالہ مومن کے ماہ وسال ص:۴۴)

﴿حدیث نمبر ۲﴾ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدشگونی اور ماہِ صفر کی نحوست کوئی چیز نہیں۔ (بخاری بحوالہ مومن کے ماہ و سال)

﴿حدیث نمبر ۳﴾ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیماری، شیطانی گرفت، ستاروں کی گردش اور نحوست کا ماہِ صفر سے کوئی تعلق نہیں۔ (صحیح مسلم بحوالہ مومن کے ماہ و سال)

سوال: من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة کہ جو مجھے ماہِ صفر کے گزرنے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا، یہ حدیث کیسی ہے؟

جواب: یہ انتہائی کمزور روایت ہے۔ اس کی وجہ سے ماہِ صفر کی نحوست پر استدلال کرنا اور مندرجہ بالا صحیح احادیث سے اعراض کرنا بڑا ظلم اور خطرناک گمراہی ہے۔

سوال: بعض علاقوں میں صفر کی آخری بدھ کو مٹھائیاں اور میٹھی روٹیاں خاص طریقہ سے کوٹ کر تقسیم کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ عمل آپ ﷺ کی صحت یابی کی وجہ سے کیا تھا، اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض لوگ یہ شعر بھی پڑھتے ہیں:

آخری چہار شنبہ آیا ہے　　غسلِ صحت نبی نے پایا ہے

جواب: یہ غلط اور من گھڑت بات ہے۔ دوسرے چہار شنبوں (بدھ کے دنوں) کی طرح اس میں بھی کچھ ثابت نہیں۔ ایک استاد نے اپنے شاگرد کو ان اشعار میں اس کی حقیقت سمجھائی:

آخری چہار شنبہ ماہِ صفر　　ہست چوں چہار شنبہ ہائے دیگر

نہ حدیثے درآں وارد　　نہ درو وعید کرد پیغمبر

ترجمہ: ماہِ صفر کا آخری بدھ دوسرے بدھوں کی طرح ہے اس آخری بدھ سے متعلق نہ تو کوئی حدیث آئی ہے اور نہ ہی پیغمبر ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی وعید سنائی ہے۔

ربیع الاول

محفلِ میلاد کا حکم

سوال: محفلِ میلاد کا حکم کیا ہے؟ خواتین کی باپردہ شرکت اور نعت خوانی کرنے اور نہ کرنے ہر دو صورت کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس میں شک وشبہہ کی ادنی گنجائش بھی نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ عشق وعقیدت اور محبت عین ایمان ہے اور آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات وواقعات اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال کو پیش کرنا باعث نزول رحمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات کو معلوم کرے اور ان کو مشعلِ راہ بنائے سال کے ہر مہینے میں اور ہر مہینے کے ہر ہفتے میں اور ہفتے کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹہ اور منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں کہ جس میں آپ ﷺ کی زندگی کے حالات بیان کرنا اور سننا ممنوع ہو، یہ بات محلِ نزاع واشکال نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ربیع الاول کے مہینے کو مقرر کر کے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلس منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا اسی مہینے اور اس میں خاص تاریخ کو مخصوص کر کے فقراء ومساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ امور آنحضرت ﷺ اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل خیر قرون سے ثابت ہیں؟ اگر ثابت ہیں تو کسی مسلمان کو اس میں پس وپیش کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں، کیونکہ جو کچھ انھوں نے فعلاً یا ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی ہے۔

آپ ﷺ نبوت کے بعد تیئیس سال تک قوم میں زندہ رہے پھر تیس سال خلافتِ راشدہ کے گزرے ہیں پھر ایک سو دس ہجری تک حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور رہا ہے کم وبیش دوسو بیس برس تک تبع تابعین رحمہم اللہ تعالی کا زمانہ تھا، عشق ان میں کامل تھا، محبت ان میں زیادہ تھی، آنحضرت ﷺ کا احترام وتعظیم ان سے بڑھ کر کون کرسکتا ہے، ان سب کچھ کے باوجود

ان حضرات سے محفلِ میلاد وغیرہ اور مذکورہ بالا امور اس مہینہ میں ثابت نہیں، جب خیر القرون سے اس کا ثبوت نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے یہ مبارک کام اور کارِ ثواب اس وقت کیوں نہ ہوا؟ اور آج یہ کیسے کارِ ثواب اور مبارک ہو گیا ہے؟ بلکہ پوری چھ صدیاں گزر چکیں تھیں کہ محفلِ میلاد کی بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ تھا۔

یہ یاد رہے کہ محفلِ میلاد اور مجلس میلاد اور چیز ہے اور آنحضرت ﷺ کا نفسِ ذکرِ ولادت باسعادت اور چیز ہے......اول بدعت ہے......اور ثانی مندوب و مستحب ہے......فقیہ العصر ابوحنیفہؒ ثانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں ”نفسِ ذکرِ ولادت مندوب ہے اور اس میں کراہت قیود کے سبب سے آئی ہے“۔

یہ بھی یاد رہے کہ محفلِ میلاد کی بدعت چھ صدیوں کے بعد ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں ایک مسرف بادشاہ مظفر الدین کوکری اور اس کے ایک رفیق دنیا پرست مولوی ابوالخطاب عمر بن وحیہ نے ایجاد کی اور ہر سال یہ مسرف بادشاہ بیت المال اور رعایا کی لاکھوں کی رقم اس بدعت اور جشن پر صرف کر دیتا تھا۔

(امور متفرق طور پر درج ذیل کتب میں ہیں) ”القول المعتمد فی عمل المولد۔ دول الاسلام ص۱۰۳ ج ۲، ص۱۰۴۔ لسان المیز ان ص ۲۹۶/۲۹۵ ج ۴ بحوالہ المنہاج الواضح ص۱۶۲“۔

خواتین کی شرکت اور نعت خوانی سے اس کی قباحت میں مزید اضافہ ہو جائے گا

بہرحال دونوں صورتوں میں اس میں شرکت اور انتظام کرنا ناجائز اور واجب الترک ہے۔

محفلِ میلاد اور سیرت میں فرق

میلاد کہتے ہیں ولادت اور پیدائش کو......اور محفل کہتے ہیں مجلس کو یعنی آپ ﷺ کی پیدائش سے متعلق امور بیان کرنے کی مجلس آپ ﷺ کس شہر میں پیدا ہوئے تھے کس مہینے

اور دن کو پیدا ہوئے تھے والدہ کا نام کیا تھا والد اور دادا کا نام کیا تھا وغیرہ وغیرہ اوصاف کو بیان کرنا میلاد ہے۔

سیرت کہتے ہیں کردار، کریکٹر اور زندگی گزارنے کے طریقے کو، یعنی آپ ﷺ نے جس طرح زندگی گزاری ہے اس کا نام سیرت طیبہ ہے۔

نمونہ : قرآنِ کریم نے کہا ہے کہ آپ ﷺ تمہارے لیے بہترین اور عمدہ نمونہ ہیں ''لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة''[الاحزاب: ۲۱]

نمونہ کس چیز میں؟: آنحضرت ﷺ کی میلاد ہمارے لیے نمونہ ہے یا سیرتِ طیبہ؟ ظاہر ہے کہ میلاد تو نمونہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ہمارے اختیار میں نہیں کہ جہاں آپ ﷺ پیدا ہوئے ہیں، جن کے ہاں پیدا ہوئے ہیں، جس مہینہ، دن اور تاریخ میں پیدا ہوئے ہیں ہم اپنے آپ کو اسی طرح پیدا کریں، لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہی ہمارے لیے نمونہ ہے امت پر لازم ہے کہ شب و روز اس طرح گزاریں جس طرح آپ ﷺ نے گزارے ہیں، احکامِ شریعت پر اس طرح عمل کریں جس طرح آپ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے، نمازِ جنازہ، صدقہ خیرات، پڑوسیوں سے حسنِ سلوک وغیرہ وغیرہ زندگی کے تمام شعبوں میں آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو نمونہ سمجھ کر عمل کریں۔

محفلِ میلاد کی تاریخ

اس سلسلے میں دو باتیں یاد رکھیں :

(۱) آپ ﷺ کی ولادت کا نفسِ ذکر کرنا یہ الگ چیز ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں بلکہ مستحب اور ثواب ہے اور ایک ہے میلاد اور ولادت کے ذکر کے لیے محفلوں، جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کرنا اور ان میں غیر ضروری روشنی کرنا بلکہ حکومت اور عوام کی بجلی چوری کرنا شرکیہ اشعار پڑھنا، مرد و خواتین کو جمع کرنا بلکہ خواتین سے بھی اشعار پڑھوانا یہ الگ چیز ہے

جس کا اہتمام نہ تو خود آپ ﷺ نے کیا نہ ہی تیس سالہ دورِ خلافتِ راشدہ میں کیا گیا نہ ہی ایک سو دس سالہ دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوا بلکہ چھ سو سال تک اس قسم کے جلسوں جلوسوں کا نام ونشان کہیں بھی مسلمانوں میں نہیں ملتا، لہٰذا یہ سب امور بدعت اور ناجائز ہیں جن سے اجتناب ہر مسلمان پر لازم ہے۔

(۲) تاریخِ ابن خلکان وغیرہ میں ہے کہ محفلِ میلاد کی بدعت سب سے پہلے ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں ایک مسرف بادشاہ کے حکم سے ایجاد ہوئی جس کا نام مظفر الدین تھا (تفصیل کے لیے راہِ سنت ملاحظہ ہو)۔

لمحۂ فکریہ! سڑکوں کے کناروں پر جھنڈیاں اور بلب، قمقمے لگوا کر ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرنے کو اسراف، فضول خرچی کے سوا ایک منصف مزاج مسلمان اور کیا سمجھ سکتا ہے؟ بازاروں میں لاؤڈ اسپیکر لگا کر رات دن نعتیں اور نظمیں پڑھنا کیا توہین نہیں؟

الحاصل : اصل اور اہم چیز آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہے اسی سیرت کو منوانے کے لیے ہجرت، جنگِ بدر، احد، احزاب وغیرہ وغیرہ ہوئیں اور آپ ﷺ کا مبارک خون بہا، دانت مبارک شہید ہوئے نہ کہ میلاد منوانے کے لیے، لہٰذا سال کے ہر مہینہ اور دن میں سیرتِ طیبہ کی مجالس اور اپنانے کا اہتمام ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ماہِ رجب

کونڈوں کا حکم

کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنانِ صحابہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لئے ایجاد کی ہے۔ ۲۲/ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے۔ (طبری۔ استیعاب) ۲۲/ رجب کا حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ ہی وفات، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸/ رمضان

۸۰ھ یا ۸۳ھ کی ہے اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی، شیعہ مسلمانوں سے مغلوب و خائف تھے اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی اعلانیہ تقسیم نہ کی جائے تا کہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھالی جائے جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی اور مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں جب اسکا چرچا ہوا تو اسکو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔

۲۷ رجب کا روزہ

(۱) اس کا ثبوت نہیں۔

(۲) کئی احادیث و آثار سے اس کی ممانعت آئی ہے۔

(۳) جن بعض روایات میں اس روزے کی فضیلت کا ذکر ہے وہ ضعیف اور ناقابلِ عمل ہیں۔

(۴) اس میں مذہبِ شیعہ کی تائید ہے کیونکہ وہ ابتداء وحی اور معراج کو یقینی طور پر "۲۷" رجب کو سمجھتے ہیں، جبکہ یہ غلط ہے۔

شبِ معراج اور اس سے متعلق چند غلط نظریات

(۱) ۲۷ رجب کو یقینی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے، جبکہ یہ صحیح نہیں۔

(۲) اس کو عبادت کی رات سمجھی جاتا ہے۔

(۳) اس میں عبادت کی مخصوص صورتوں کی تعیین کی جاتی ہے، جبکہ یہ دونوں غلط ہیں۔
پہلی بات: اسکے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شبِ معراج کے واقعہ میں کئی قسم کے اختلافات ہیں۔
(۱) مَبدأمیں اختلاف: اس میں پانچ اقوال ہیں:
☆ آپ ﷺ کے گھر سے معراج شروع ہوا
☆ اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے شروع ہوا
☆ حرم سے شروع ہوا
☆ قریب حجر اسود سے شروع ہوا
☆ بین المقام والزمزم سے شروع ہوا
(۲) سال اور اسکے اجزاء میں اختلاف: اس میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں۔ان میں سے بعض یہ ہیں:

☆ قبل البعثۃ ☆ بعد البعثۃ ☆ ایک سال چھ ماہ کے بعد
☆ سن ۵ نبوی ☆ سن ۶ نبوی ☆ پانچ سال بعد
☆ دس سال بعد ☆ دس سال تین ماہ بعد ☆ قبل الھجرۃ
☆ بعد الھجرۃ

(۳) ماہ میں اختلاف: اسمیں آٹھ اقوال ہیں:

☆ محرم ☆ ربیع الاول ☆ رجب ☆ رمضان
☆ شوال ☆ ذی القعدہ ☆ ذی الحجۃ ☆ ۲۷ ربیع الآخر
☆ ۲۷ رجب ☆ ۱۷ رمضان ☆ ۲۷ شوال

(۴) تاریخ میں اختلاف: اس میں نو سے زائد اقوال ہیں:

☆ ۱۲ ربیع الاول ☆ ۱۷ ربیع الاول ☆ ۱۷ ربیع الآخر ☆ ۲۷ ربیع الآخر

☆۲۷رجب ☆۱۷رمضان ☆۲۷رمضان ☆۲۷شوال

(۵) دن میں اختلاف: اس میں تین اقوال ہیں :

☆ جمعہ ☆ ہفتہ ☆ پیر

یاد رکھیے! ان اقوال میں سے کسی کے لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔اور نہ ہی ان میں سے کوئی قول کسی صحیح اور مضبوط دلیل پر مبنی ہے۔سب تخمینے اور اندازے ہیں۔

اشکال : اتنا اہم واقعہ......پھر اختلاف کیوں؟

جواب : چونکہ اس تاریخ کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ تھا اس وجہ سے نہ تو آپ ﷺ نے اسے اہتمام سے بتایا اور نہ ہی حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا...... بلکہ موجبِ فساد و بدعات ہونے کی وجہ سے اس کو فراموش کر دیا۔

اشکال: ۲۷ رجب کی شہرت کی وجہ کیا ہے؟

جواب : یہ روافض اور شیعہ کا اثر ہے چونکہ وہ اس تاریخ کو مبدأ وحی اور تاریخِ معراج یقیناً سمجھتے ہیں جیسا کہ ان کی کتاب ''تحفۃ العوام'' میں ہے۔انہوں نے مسلمانوں میں بھی انتہائی چالاکی اور عیاری سے اس نظریہ کو پھیلایا اور اس میں کامیاب ہوئے۔

دوسری بات کی تردید: چونکہ شرعاً اس میں کوئی عبادت نہیں اس لئے اس کی تخصیص بدعت ہوگی۔

تیسری بات کی تردید: جب اس رات میں کوئی خاص عبادت ثابت نہیں تو عبادت کے مخصوص طریقے اور قسمیں بطریقِ اولیٰ غیر ثابت اور بدعت ہوں گے۔

حلیم اور حلوے وغیرہ طعام کے ایصالِ ثواب کے لئے محرم و ربیع الاول کی تخصیص بدعت ہے

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ اس عنوان سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں : اس کام (یعنی طعام کے ایصالِ ثواب) کے لئے وقت، دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے، البتہ اگر (شرع میں) کسی وقت میں عمل پر زیادہ ثواب وارد ہو جیسے رمضان کا مہینہ ہے کہ اس میں مؤمن کے عمل کا ثواب ستر گنا زیادہ ہوجاتا ہے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے، بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر وہ چیز جس کی ترغیب اور وقت کی تعیین صاحب شرع ﷺ سے ثابت نہ ہو، وہ فعل عبث ہے اور سرورِ عالم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے اور خلافِ سنت کام حرام ہوتا ہے، لہٰذا یہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی کا دل صدقہ کرنا چاہتا ہے تو وہ بدونِ تعیین ہر دن مخفی صدقہ کرے تا کہ ریا و نمود اور شہرت سے بچا رہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۹۳، بحوالہ المنہاج صفحہ ۱۶۹)

ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں

ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں دو ہیں۔

(۱) ماہ، تاریخ اور دن کی تعیین و تخصیص کے بغیر نقد رقم کسی کارِ خیر میں لگادی جائے یا کسی مسکین کو دے دی جائے، [illegible] وجہ یہ ہے کہ نقد رقم سے مسکین ہر ضرورت پوری کرسکتا ہے اور مستقبل کی ضروریات کے لیے رکھ بھی سکتا ہے۔ نیز یہ صورت ریا و نمود سے پاک ہے، حدیث میں ہے کہ مخفی صدقہ دینے والے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

(۲) مسکین کی حاجت کے مطابق اسے صدقہ دیا جائے، کپڑے کی ضرورت ہے تو کپڑا، دوا کی حاجت ہے تو دوا اور اگر کھانے کی حاجت ہے تو کھانا دیا جائے۔

﴿تعمیر معاشرہ﴾

ہمارے جامعہ میں اس شعبے کا قیام اس عظیم مقصد کے لئے کیا گیا ہے تاکہ عام مسلمانوں کو مستند کتابوں اور کیسٹوں کے ذریعے صحیح عقائد اور اعمال سے روشناس کرا کے، ان کو باطل نظریات اور اعمال سے بچایا جائے۔ اور عین اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جنت کے حقدار بن جائیں اور جہنم سے چھٹکارا پائیں۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا :

و اللہ لأن یھدی اللہ بک رجلاً خیر لک من أن یکون لک حمر النعم (البخاری ۴۲۲/۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! البتہ یہ بات کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے کسی شخص کو ہدایت دے، یہ آپ کے لئے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

اگر آپ ہمارے ساتھ مل کر اس شعبہ میں امت کی خیر خواہی کا کام کرنا چاہتے ہیں تو ان صورتوں کو اختیار کر سکتے ہیں :(۱) صراطِ مستقیم کورس (ہر اتوار کو بعد نمازِ مغرب جامعہ کی مسجد میں آدھے گھنٹے کا ایک کورس کرایا جاتا ہے، جس میں فرقِ باطلہ سے متعلق عوام کو ضروری معلومات دی جاتی ہیں اس) میں خود شرکت کرنا اور دوسروں کو شرکت کی دعوت دینا، (۲) اپنے محلّہ میں کچھ وقت نکال کر اس مقصد کے لئے دوسروں سے ملنا، (۳) اصلاحِ معاشرہ کے نام سے لائبریری قائم کرنا، (۴) خود مالی تعاون کرنا، (۵) دوسروں کو مالی تعاون کی دعوت دینا۔

شعبہ تعمیرِ معاشرہ زیرِ انتظام

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی ماری پور ہاکس بے روڈ، کراچی

موبائل : 03332226051 ، 03332117851

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب کی چند کتابیں

- پانچ مسائل (متعلق بریلویت)
- غیر مقلدین کا اصلی چہرہ ان کی اپنی تحریرات کے آئینہ میں
- تراویح، فضائل، مسائل، تعداد رکعت
- حیلۂ اسقاط اور دُعا بعد نمازِ جنازہ
- اولاد اور والدین کے حقوق
- قربانی اور عیدین کے ضروری مسائل
- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات
- احکام حیض ونفاس واستحاضہ مع حج وعمرہ میں خواتین کے مسائل مخصوصہ
- درس ارشاد الصرف
- طلاق ثلاث
- منفرد اور مقتدی کی نماز اور قراءۃ کا حکم
- خواتین کا اصلی زیور ستر اور پردہ ہے
- عباد الرحمٰن کے اوصاف
- استشارہ (مشورہ) واستخارہ کی اہمیت
- آٹھ مسائل
- اصلی زینت

ناشر جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
مدنی کالونی، گریکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی
فون: 021-38259811 موبائل: 0333-2226051